بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناموس رسالت ﷺ کی توہین

اسباب اور سد باب

از: شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیۃ

مرتب: محمد انور حسین (فاضل و متخصص جامعہ دارالعلوم، کراچی)

مغربی ممالک کی طرف سے توہین رسالت کا ناپاک سلسلہ ۲۰۰۶ء سے شروع ہوا تھا، جب سے اب تک یہ مکروہ سلسلہ وقفے وقفے سے جاری ہے، اس موضوع پر جن حضرات کو حق تعالیٰ نے قابل قدر خدمات سر انجام دینے کی توفیق عطافرمائی ہے ان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا نام سر فہرست ہے، حضرت والا مدظلہم کے تحریری وتقریری ارشادات کا خلاصہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل جناب مولانا محمد انور حسین صاحب نے مرتب کیا ہے۔ جو ماہنامہ البلاغ ترجمان دارالعلوم کراچی شمارہ جمادی الاولیٰ والثانیہ میں شامل اشاعت ہے۔

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضلّ لہ ومن یضللہ فلاھادی لہ ونشھد أن لاالٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد أنّ سیّدنا وسندنا ونبیّنا ومولانا محمّداً عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وأصحابہ وبارک وسلّم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

أما بعد!

حضرات علمائے کرام اور قابل احترام قارئین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذاکرہ غرض وغایت

آج یہ مبارک مذاکرہ سید الاولین والآخرین سرکار رسالت مآب ﷺ کے ناموس کے سلسلے میں مسلمانوں پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان پر غور وفکر کرنے اور ان کے مطابق اپنا لائحہ عمل طے کرنے کے لئے منعقد ہوا ہے۔

حالات پس منظر

حالات کے جس پس منظر میں یہ مبارک مذاکرہ منعقد ہوا ہے اس سے ہر مسلمان واقف ہے، اور اس وقت پورے عالم

اسلام میں مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک پوری مسلم دنیا میں ان دریدہ ذہن اور بدباطن افراد کی حرکت کے خلاف اضطراب، غم وغصے اور احتجاج کی ایک لہر دوڑی ہوئی ہے، جنہوں نے محسن انسانیت سرور دوعالم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے اپنی بدباطنی کا ثبوت دیا ہے۔

حیلۂ گناہ بدتر از گناہ

افسوس ناک بات یہ ہے اپنی اس شرمناک حرکت پر کسی ندامت کا اظہار کرنے کے بجائے اس پر معافی مانگنے کے بجائے اپنی اس حرکت کے جواز میں مختلف حیلے بہانے تراشے جارہے ہیں۔ کہا جارہا ہے کہ ان بدباطن افراد کے خلاف کوئی کارروائی آزادی اظہار رائے کے اصولوں کے خلاف ہے۔

اہلِ مغرب کی مکاری

اہل مغرب کا ایک عرصہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ اس نے کچھ خوبصورت الفاظ گھڑ لئے ہیں اور ان کو اپنی زندگی کا محور قرار دے کر دنیا بھر میں اپنی معصومیت کا ڈھنڈورا پیٹا ہے، یہ الفاظ ایسے ڈھیلے ڈھالے ہیں کہ ان میں وہ جس معنی کو چاہیں اس ڈھیلے ڈھالے جامے میں داخل کردیں اور جس چیز کو چاہیں نکال دیں۔ جمہوریت انسانی حقوق اور پرامن بقائے باہمی یہ سارے وہ الفاظ جن کا دن رات راگ الاپا جاتا ہے لیکن اگر ان کی تہہ میں عملی کارروائیوں کو دیکھا جائے تو سوائے اس کے اس کا کوئی مطلب نہیں نکلتا کہ یہ الفاظ جب تک ہمارے سیاسی اور ہمارے ذاتی مفادات کو برتری وتقدم حاصل ہو اس وقت تک تو ان کا تحفظ اور احترام لازمی ہے، لیکن جب ان ہی سے کوئی ہمارے مفادات سے ٹکرا جائے تو نہ آزادی اظہار رائے باقی رہتی ہے، نہ انسانی حقوق اور نہ پرامن بقائے باہمی۔

آزادئ اظہارِ رائے کا مقصد

ہم عرصے سے یہ کھیل دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ اور انہوں نے یہ خوبصورت الفاظ دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے گھڑے ہوئے ہیں۔ یہ آزادی اظہار رائے جس کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے اور جس کے پردے میں وہ شرمناک گستاخی کی جارہی ہے کہ جس کے مقابل اس روئے زمین پر کسی اور گستاخی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا حال یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہوں گے کہ یورپ اور دیگر متعدد ممالک میں یہ قانون نافذ ہے کہ یہودیوں کے ہولوکاسٹ کے خلاف اگر کوئی تاریخی تحقیق بھی کرنا چاہے تو اسے اس کی اجازت نہیں ہے اور قانون اسے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ ان حالات کی کھوج کرید میں پڑے کہ یہودیوں کو جرمنی سے جب نکالا گیا تھا تو کتنے افراد واقعۃً قتل ہوئے تھے اور کتنے قتل نہیں ہوئے تھے، اگر کوئی شخص علمی بنیاد پر یہ تاریخی تحقیق کرنا چاہے تو یہ قانوناً جرم ہے اور پھر بھی یہی کہا جاتا ہے کہ آزادی اظہار رائے ہے۔

درسِ عبرت

مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے کہ آج سے چند سال پہلے جب پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو ان کی طرف سے پوری مغربی دنیا میں یہ فریاد کی جارہی تھی کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے آزادی اظہار رائے کے اوپر پاکستان میں پابندی عائد کی جارہی ہے، ان ہی دنوں میں ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ مغرب کے وقت گھر کی گھنٹی بجی باہر نکل کر دیکھا تو ہمارے پاکستان کی وزارت خارجہ کے ایک ذمہ دار افسر پیرس سے ایمنسٹی انٹرنیشنل جو کہ ایک ادارہ ہے اس کے ڈائریکٹر کو لے کر تشریف لائے اور عجیب بات یہ تھی کہ کسی سابقہ اجازت کے بغیر یہ حضرات تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ ہم آپ کا انٹرویو لینا چاہتے ہیں، میں نے پوچھا کہ کس موضوع پر آپ انٹرویو لینا چاہتے ہیں؟

تو کہنے لگے کہ مجھے پیرس سے اس مشن پر بھیجا گیا ہے کہ میں جنوبی ایشیا کے لوگوں کا سروے کروں کہ ان کے ذہنوں میں آزادی اظہار رائے کا کیا تصور ہے اور آزادی اظہار رائے کے بارے میں وہ کیا مؤقف رکھتے ہیں۔ انہوں نے پہلے مجھ سے معذرت کی تھی کہ ہم آپ سے **Appointment** کے بغیر آگئے ہیں، مجھے یہ اندازہ ہوا کہ وہ بہت مختصر وقت کے لئے آئے ہیں وہ پہلے **Appointment** بھی نہیں لے سکے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کب تشریف لائے؟ تو کہنے لگے کہ میں کل کراچی پہنچا ہوں، پھر میں نے پوچھا کہ اب آگے آپ کا کیا پروگرام ہے؟ تو کہنے لگے کہ کل مجھے اسلام آباد جانا ہے اور دو دن وہاں رہ کر پھر میں نئی دہلی جاوں گا پھر وہاں سے کوالالمپور جانا ہے۔

میں نے کہا کل دورہ کتنے دنوں کا ہے؟ کہنے لگے کہ ایک ہفتے میں یہ دورہ مکمل ہوگا۔ تو میں نے کہا کہ کراچی میں جو آپ دو دن رہے۔ کل سے ابتک رہے تو ذرا یہ فرمایئے کہ کتنے لوگوں کا انٹرویو آپ نے لیا؟ کہنے لگے کہ پانچ آدمیوں کا انٹرویو لے چکا ہوں چھٹے آپ ہیں۔ تو میں نے کہا کہ ان چھ آدمیوں کا انٹرویو لے کر آپ نے پوری کراچی کا سروے مکمل کرلیا اور جو کل آپ اسلام آباد جارہے ہیں تو ایک دن یا دو دن رہ کر پانچ چھ آدمیوں کا سروے وہاں کرلیں گے اور اس کے بعد پھر دہلی اور کوالالمپور جائیں گے اور ایک ہفتے کے اندر یہ سروے مکمل کر کے آپ اپنی رپورٹ ''سب مٹ'' کردیں گے تو یہ فرمایئے کہ یہ سروے کیا واقعی کوئی سنجیدہ سروے ہے جو اتنی مدت میں کیا جائے؟

کہنے لگے میں مجبور ہوں، مجھے اتنا ہی وقت دیا گیا ہے اور وقت کی کمی کے باعث میں اس سے زیادہ لوگوں سے ملاقات نہیں کرسکتا اس لئے انہی افراد سے انٹرویو کر کے میں اپنا سروے مکمل کروں گا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس اتنا ہی کم وقت تھا کہ آپ پانچ چھ افراد سے زیادہ کسی سے ملاقات نہیں کرسکتے تھے تو آپ کو کس ڈاکٹر نے مشورہ دیا تھا کہ سروے کریں، اگر سروے کرنا ہی تھا تو اس کے لئے وقت نکالتے لیکن اگر آپ تھوڑے سے وقت میں چند افراد کی بات سن کر اور پورے جنوبی ایشیا کی طرف آپ ایک نقطہ نظر منسوب کرنے والے ہیں تو معاف کیجئے اس غیر سنجیدہ سروے میں، میں پارٹی بننے کو تیار نہیں، لہٰذا میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔

آپ میرے مہمان ہیں بیشک چائے پیجئے میں آپ کی خاطر تواضع کروں گا لیکن جہاں تک انٹرویو کا تعلق ہے تو میں آپ کو کوئی انٹرویو نہیں دوں گا۔

ہمارے ملک کی وزارت خارجہ کے افسر جوان کے ساتھ تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ جناب دیکھئے یہ صاحب بہت دور سے آئے ہیں کم از کم کچھ تو آپ ان کی رعایت کر لیجئے، میں نے کہا کہ مہمان کی حیثیت سے رعایت یہ ہے کہ میرے پاس چائے پیئں، لیکن جہاں تک معاملے کی بات ہے تو میں ایسے غیر سنجیدہ سروے میں حصہ لینے کو تیار نہیں ہوں، جس کا مقصد دنیا کو دھوکہ دینا ہو میں پورے جنوبی ایشیا کا سروے کر کے اور سارے جنوبی ایشیا کے سر پر ایک مؤقف تھوپ دیا جائے یا مجھے بتا دیں کہ میری بات غلط ہے، مجھے سمجھا دیں کہ اتنے دنوں میں سروے ہو سکتا ہے، ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ انہوں نے کہا بات تو آپ کی ٹھیک ہے لیکن میں آپ سے محض التماس کرتا ہوں کہ میں بہت دور سے آیا ہوں تو کچھ تو میری باتوں کا جواب دیدیں، میں نے کہا کہ آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا آخر چونکہ ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا خاموش ہو کر بیٹھ گئے تو میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک سوال آپ سے کر لوں؟ وہ کہنے لگے کہ میں آپ سے سوال کرنے آیا تھا آپ الٹا مجھ سے سوال کرنے لگے، میں نے کہا میں تو آپ سے اجازت مانگ رہا ہوں اگر آپ اجازت دیں گے تو سوال کروں گا اور اگر اجازت نہیں دیں گے تو سوال نہیں کروں گا انہوں نے کہا: اچھا کیجئے۔

سوال: میں نے کہا کہ میرا سوال یہ ہے کہ آپ آزادی اظہار رائے کے بارے میں ایک تحقیق کرنے کیلئے نکلے ہیں اور آپ کے ادارے نے اس آزادی اظہار رائے کو اپنا موٹو بنایا ہوا ہے، آپ یہ بتائیے کہ آپ کے خیال میں آزادی اظہار رائے بالکل ابسلوٹ ہے اس کے اوپر کوئی شرط، کوئی قید، کوئی پابند نہیں یا یہ کہ اس کے اوپر کوئی شرط اور پابندیاں عائد ہو سکتی ہیں؟ کہنے لگے کہ میں مطلب نہیں سمجھا۔

تو میں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اگر ایک شخص یہ کہے کہ جتنے بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں ان سب نے قوم کی دولت کو لوٹا ہے، لہٰذا میں لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کی تجوریوں پر، ان لوگوں کے خزانوں پر، ان کے بنک بیلنس پر ڈاکے ڈالیں اور پیسے اکھٹے کر کے غریبوں کی مدد کریں، تو بتائے کیا اس بات کی آپ اجازت دیں گے، آپ اس ایکسپریشن کی فریڈم کے بھی قائل ہیں کہ اس کی بھی آزادی ملنی چاہیئے کہ لوگ ڈاکے ڈالنے کی دعوت دیدیں جب کہ مقصد ان کا نیک ہو کہ غریبوں کی امداد کی جائے؟ کہنے لگے نہیں اس کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ میں نے کہا کہ اگر اس کی اجازت نہیں ہو سکتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فریڈم آف ایکسپریشن یہ بالکل ابسلوٹ چیز نہیں ہے، مطلق چیز نہیں ہے کہ اس کے اوپر کوئی پابندی عائد نہ ہو، کہنے لگے ہاں کچھ نہ کچھ تو پابندیاں عائد ہونگی۔

میں نے کہا کہ بتائیے وہ پابندیاں کیا ہیں اور کون مقرر کرے گا؟ کس کے پاس یہ اتھارٹی ہے کہ وہ یہ پابندیاں عائد کرے کہ فریڈم آف ایکسپریشن پر یہ پابندی ہونی چاہیئے اور یہ پابندی نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر آپ کے ادارے نے اس کے بارے میں

کوئی تحقیق کی ہو تو براہ کرم مجھے اس سے مطلع فرمائیں۔ کہنے لگے اس سے پہلے ہم نے اس موضوع پر سوچا نہیں ہے اور اگر ہمارے ادارے میں اس پر کوئی کام ہوا ہوگا تو ہم آپ کو مطلع کریں گے۔ میں نے کہا کہ آپ ضرور مطلع کریں لیکن میں آپ سے یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب زندگی بھر نہیں دے سکتے کہ آخر آزادی اظہار رائے پر پابندی کس قسم کی ہو سکتی ہے اور کون سی اتھارٹی ہے جو یہ طے کرے کہ کونسی پابندی معقول ہے اور جائز ہے اور کون سی پابندی ناجائز ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ آج انسانوں کا ایک گروہ یہ کہے گا کہ فلاں پابندی ہونی چاہیئے، دوسرا گروہ کہے گا فلاں پابندی ہونی چاہیئے اور متفقہ بنیاد انسانوں کے درمیان فراہم ہونا تقریباً ناممکن ہے۔

اس کا تو ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جس ذات نے اظہار رائے کی طاقت انسان کی زبان کو اور قلم کو عطا کی ہے اسی ذات سے پوچھا جائے کہ کونسی آزادی اے اللہ تیرے نزدیک جائز ہے اور کون سی آزادی اظہار رائے تیرے نزدیک ناجائز ہے۔ جب تک اللہ ﷻ کے آگے سر نہیں جھکایا جائے گا اور اللہ ﷻ کے پیغمبر جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدموں میں سر نہیں رکھا جائیگا تو کوئی بھی شخص اس کا معیار اور اس کی کوئی بنیاد فراہم نہیں کر سکتا، چنانچہ آج اس واقعے کو کئی سال گذر گئے ہیں، وہ دن ہے اور آج کا دن ہے آج تک پلٹ کر انھوں نے اس سوال کا جواب دینے کی یا اس کے بارے میں کوئی وضاحت کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی، اس لئے کہ ان کے پاس کوئی جواب تھا ہی نہیں۔

تو یہ سارے الفاظ آزادی اظہار رائے، پر امن بقائے باہمی اور انسانی حقوق یہ اس وقت تک ہیں، جب تک اپنے مفادات کو یہ سرو کر رہے ہوں۔

وہی انسانی حقوق کے علم بردار جب افغانستان اور عراق پر بمباری کرتے ہیں، بے گناہ بچوں اور عورتوں کو شہید کرتے ہیں ،تو کوئی انسانی حقوق کی بات ان کے دماغ میں نہیں آتی اور وہی لوگ جو آزادی اظہار رائے اور انسان کی آزادی کے قائل تھے آج یہ قانون بنا رہے ہیں کہ جس پر چاہو حملہ کر دو، جب چاہو حملہ کر دو، جس سرحد کو چاہو پار کر لو، تو ان بہانوں کے ذریعے آخر کب تک انسانیت کو دھوکا دیا جائے گا!

نبی کریم سرور دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کی توقیر و تعظیم تو یہ ہے کہ یہ دریدہ ذہن ہزار بدزبانیاں کیا کریں لیکن نبی کریم ﷺ کی عظمت و جلال میں ان کی بد باطنی سے حبہ برابر کوئی کمی نہیں آتی۔ جب تک اس کائنات کے اوپر اللہ ﷻ کی حکمرانی قائم ہے، نبی کریم سرور دو عالم ﷺ حرمت و تقدیس کے گیت گائے جاتے رہیں گے۔ اللہ ﷻ نے خود قرآن کریم میں فرمادیا:

"انّا کفینک المستهزء ین".

''جو لوگ تمہارا انداق اڑاتے ہیں ہم تمہارے لئے ان کی سازشوں کے خلاف کافی ہیں''۔

قرآن کریم نے خود فرمادیا:

"ورفعنا لک ذکرک".

"ہم نے آپ کے تذکرے کو بلند مقام عطا کیا ہے"۔

لہٰذا یہ ہزار بد باطنیاں کیا کریں لیکن سرورِ دو عالم ﷺ کی عظمت شان میں اس سے کوئی فرق نہیں آتا۔

فردِ مسلم کی ذمہ داری

ہاں! ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ جب کبھی ایسی گستاخی کی جائے تو اس پر مسلمان اپنے ردعمل کا اظہار کرے اور اس کا اصل ردعمل تو وہ ہے جو ہماری تاریخ میں غازی علم دین شہید رحمہ اللہ نے کر کے دکھایا، اصل ردعمل تو وہ تھا اور ہماری تاریخ میں غازی علم دین شہید جیسے لوگوں سے بھری ہے ہوئی ہے لیکن ہم یہاں دور بیٹھ کر کیا سکتے ہیں اس کے بارے میں الحمدللہ اس مذاکرے کے اندر بہت سی تجاویز آپ حضرات کے سامنے آئی ہیں، ہمیں قومی سطح پر بھی اور بین الاقوامی سطح پر بھی اس بد باطنی کے خلاف احتجاج کو قوت کے ساتھ جاری رکھنا ہے اور یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ یہ مغربی طاقتیں ٹھیٹھ لفظوں میں اگر میں لفظ استعمال کروں تو ہماری اردو زبان کا محاورہ ہے کہ "یہ لوگ جوتے کے آشنا ہیں" یعنی ان کے اوپر دباؤ ڈالنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں اور جس دن ان کو اپنی تجارت میں خسارہ نظر آئے گا اس دن آزادی اظہار رائے کے سارے خواب بکھر جائیں گے۔

اس لئے مسلمانوں سے ہمیں اس مذاکرے کے ذریعے یہ اپیل کرنی چاہیئے کہ حکومت بائیکاٹ کرے یا نہ کرے، لیکن مسلمان اس بات کا تہیہ اور عہد کریں کہ جن ملکوں میں یہ گستاخی کی گئی ہے، ان ممالک کی مصنوعات کی خرید و فروخت ہم بند کردیں، جو امپورٹر ہیں وہ امپورٹ کرنا بند کردیں، جو تاجر ہیں ان کی مصنوعات کو فروخت کرنا بند کردیں اور جو صارفین ہیں وہ ان کو خریدنا بند کردیں۔

جس وقت یہ مسئلہ اٹھا ابھی تک پاکستان میں اتنی شدت سے نہیں اٹھا تھا لیکن بہت سے عرب ممالک میں اٹھ چکا تھا، میں اس وقت سعودی عرب میں تھا اور یہ منظر میری آنکھوں نے دیکھا کہ حکومت کی طرف سے کوئی باضابطہ اعلان نہیں ہوا تھا کہ عوام ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں لیکن وہاں کی بڑی بڑی سپر مارکیٹوں نے اپنے ہاں یہ بورڈ لگائے ہوئے تھے کہ ہمارے ہاں کوئی شخص ڈنمارک کی کوئی چیز خریدنے کے لئے نہ آئے اور صرف یہ ہی نہیں کہ جتنا اسٹاک پہلے سے موجود ہے پہلے وہ بیچ دیں اور اس کے بعد پھر بائیکاٹ کریں بلکہ ان کے الماریوں کے شیلف خالی پڑے ہوئے تھے، وہاں پر لکھا ہوا تھا کہ ڈنمارک کی مصنوعات اس جگہ ہوا کرتی تھیں، ہم نے سب نکال کر باہر پھینک دی ہیں۔ عوام نے یہ سلسلہ شروع کیا اور جب اس معمولی پیمانے پر چند ملکوں میں یہ کام ہوا تو آپ نے دیکھا کہ کچھ نہ کچھ حرکت شروع ہوگئی اور یہ کہا گیا کہ ہماری مصنوعات کا بائیکاٹ ہو رہا ہے ہمیں نقصان پہنچ رہا ہے۔

حب نبوی کا ادنٰی ثبوت

میرے بھائیو اور دوستو! ہمارا سب سے پہلا اور سب سے ادنٰی درجے کی، نبی کریم سرور دو عالم ﷺ سے محبت کا ثبوت کم از کم یہ تو ہو کہ اگر ہم ڈنمارک کا مکھن کھایا کرتے ہیں تو کیا ہمیں وہ مکھن زیادہ عزیز ہے یا جناب نبی کریم محمد مصطفٰی ﷺ کی عزت اور حرمت زیادہ عزیز ہے؟

اگر ہم ان کی اور کوئی مصنوعات استعمال کیا کرتے تھے تو اس استعمال کرنا بند کر دیں اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ ان مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

بین الاقوامی سطح پر حکومت کا یہ فریضہ ہے اور صدر مملکت سے ہم لوگوں کی جو ملاقات ہوئی اس میں بھی ہم لوگوں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ایک ایسا بین الاقوامی قانون منظور کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ الحمد للہ! مسلمانوں کے نزدیک نہ صرف سرور دو عالم ﷺ بلکہ تمام پیغمبر انبیاء علیہم السلام برابر ہیں۔

یہ قرآن کریم کا اعلان ہے:

" لانفرق بين أحد من رسله ".

''ہم جدا نہیں کرتے اس کے پیغمبروں میں سے''۔

لہٰذا کسی بھی نبی کی شان میں کسی بھی قسم کی گستاخی چاہے وہ زبانی ہو، تحریری ہو، تصویر کی شکل میں ہو، اسکیچ کی شکل میں ہو یا کسی بھی شکل میں ہو اس کو سخت ترین سزا کا مستوجب قرار دیا جائے اور جب تک یہ نہیں ہوتا مسلمانوں کو اپنا احتجاج جاری رکھنا چاہیئے۔

اور یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جیسا کہ بعض لوگ یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ بھئی کب تک احتجاج کرتے رہو گے۔ ارے ہم اس وقت تک احتجاج کرتے رہیں گے جب تک نبی کریم سرور دو عالم ﷺ کی ناموس کی مکمل تحفظ نہیں دیا جاتا۔ اس واسطے جب تک یہ احتجاج جاری نہیں رہے گا اس وقت تک مغربی دنیا پر دباؤ نہیں پڑے گا، لہٰذا بین الاقوامی سطح پر اگر آپ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو وہ مؤثر اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک یہ احتجاج جاری نہیں رہے گا۔

احتجاج کی شرعی حدود

ہاں! یہ ضرور ہے کہ احتجاج کے لئے بھی جس طرح نبی کریم سرور دو عالم ﷺ کی محبت کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے وہاں آپ کی اطاعت بھی ایک مسلمان کا شیوہ ہونا چاہیئے۔ اس احتجاج میں اگر کسی بے گناہ کی جان جاتی ہے، کسی بے گناہ کے مال کو لوٹا جاتا ہے یا اس کو آگ لگائی جاتی ہے تو اس کا کوئی جواز نہ اسلام میں ہے، نہ اخلاقی اعتبار سے اس کا کوئی جواز ہے، اور یہ جناب نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے، آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ کے موقع یہ اعلان فرمایا:

" ألا انّ دمائكم و أموالكم و أعراضكم حرام عليكم كحرمة يومكم هذا فى بلد كم هذا ".

''تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تمہارے اوپر حرام ہیں''۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ کی ایک روایت ابن ماجہ میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم سرورِ دوعالم ﷺ کعبہ شریف کا طواف کررہے تھے اور طواف کرتے کرتے آپ نے کعبہ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''اے بیت اللہ! تیری عظمت اور تیری تقدیس کتنی بڑی ہے''، صحابی کہتے ہیں کہ میں نے یہ الفاظ نبی کریم ﷺ کی زبان سے سنے آپ نے دو تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے کہ اے بیت اللہ! تیری عظمت، تیری تقدیس کتنی بڑی ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد خود سرورِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے بیت اللہ تیری عظمت بہت بڑی ہے، لیکن ایک ایسی چیز ہے جس کی عظمت اور جس کی تقدیس تجھ سے بھی زیادہ ہے اور فرمایا کہ وہ ایک مسلمان کی جان، اس کا مال، اس کی آبرو، اس کی حرمت اور تقدیس ہے یہ کعبے سے بھی زیادہ بڑی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی بے گناہ مسلمان کی جان پر، مال پر، آبرو پر حملہ کرتا ہے تو سرورِ دوعالم ﷺ کے نزدیک اس سے بڑا مجرم ہے جو کعبے کو معاذ اللہ ڈھانے کا ارتکاب کرے، اس سے مکمل اجتناب اور پرہیز کرتے ہوئے ہمیں عوامی طور پر یہ احتجاج جاری رکھنا چاہیئے۔ گستاخ ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے اور بین الاقوامی سطح پر اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی طرح سے ساری دنیا میں اس بات کو تسلیم کرلیا جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ادنیٰ توہین قابل تعزیر اور سخت ترین سزا کی مستوجب قرار پائے۔

ان گستاخانہ خاکوں کے ضمن میں یہ تین طرح کے اقدامات کی تجاویز پیش خدمت ہیں: جن میں سیاسی، معاشی اور تبلیغی سطح پر جدوجہد کرنی شامل ہے۔

سیاسی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہماری حکومت ڈنمارک کے سفیر کو نکال دے اور اپنے سفیر کو بلالے اگر اس طرح تمام مسلم ممالک کریں تو اس کا خاطر خواہ اثر پڑسکتا ہے۔

معاشی سطح پر ان ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے جس میں گستاخانہ خاکے شائع ہوئے ہیں اور فلم بنائی گئی ہے۔ چونکہ ڈنمارک حکومت نے نیم دلانہ قسم کے اقدامات کیے ہیں اس طرح اس گستاخ پر مقدمہ نہیں چلایا۔

تبلیغی سطح پر یہ معاملے میڈیا میں لانے کی ضرورت ہے کیونکہ یورپ میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جن کو ان معاملات کی سرے سے معلومات نہیں ہوتی، وہ معاشی مصروفیات میں سارا دن گزار دیتے ہیں، آج دنیا میں تعلیم وتبلیغ کا وسیع ذریعہ میڈیا ہے تاکہ ناواقف لوگوں تک یہ بات پہنچ جائے۔ ہم تبلیغی معاملے پر احساس جرم کا اعتراف کرتے ہیں، آج اسلام کو صحیح طور پر پیش کرنے میں ہم نے مجرمانہ کوتاہی سے کام لیا ہے۔

اللہ ﷻ اپنے فضل وکرم اپنی رحمت سے ہمیں نبی کریم ﷺ کی محبت اور عظمت کا وہ حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ ﷻ کی رضا کے مطابق ہو۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمين .